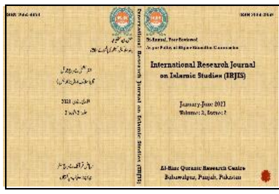

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

عصرِ حاضر میں مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت اور فروغ: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Importance and Promotion of Religious Harmony in the Contemporary Era: An Analytical Study

1. Amra Raheem

M.Phil Islamic Studies, Department of Islamic Studies,
ISP Multan, Punjab, Pakistan
Email: amraraheem479@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0002-0423-7032

2. Muhammad Sadiq

M.Phil Islamic Studies,
Islamiat Teacher, Daanish School Boys Vehari, Punjab, Pakistan
Email: Sadiq3890943@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0002-1317-8855

To cite this article: Amra Raheem & Muhammad Sadiq. 2024. "عصرِ حاضر میں مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت اور فروغ: ایک تجزیاتی مطالعہ: The Importance and Promotion of Religious Harmony in the Contemporary Era: An Analytical Study". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 6 (Issue 2), 46-59.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 6 || July - December 2024 || P. 46-59
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-6-2-5/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.06.02.u5
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	31 December 2024

License: This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

In today's globalized world, where religious, cultural, and ideological diversity is more interconnected than ever, the promotion of religious harmony has become a pressing need. This research explores the significance of religious harmony in the contemporary context, focusing on the socio-political, ethical, and interfaith dimensions that demand urgent attention. The study highlights how intolerance, extremism, and sectarianism have undermined peace and coexistence in many societies. Through an analytical approach, the article examines the role of education, media, religious leadership, and governmental policies in fostering a culture of mutual respect and understanding among diverse faith communities. The research also draws on historical examples and religious teachings that emphasize peace, tolerance, and coexistence as foundational values. By identifying key challenges and

opportunities, the paper proposes practical steps to strengthen interreligious dialogue and inclusive engagement. It concludes that sustainable peace and societal development are deeply linked with promoting religious harmony through collective efforts and moral responsibility at all levels of society.
Keywords: Religious Harmony, Interfaith Dialogue, Peacebuilding, Contemporary Society, Social Cohesion

تعارف:

بین المذاہب ہم آہنگی کا مطلب یہ ہے کہ الہامی مذاہب اپنے منبع و مصدر کے لحاظ سے ایک ہیں، ہم آہنگ و ہم مثل ہیں، ان میں توافق پایا جاتا ہے۔ یہ برابری، عادلانہ اور منصفانہ قوانین پر مبنی ہیں اور غلو و شدت پسندی کے خلاف ہیں۔ میانہ روی کا تقاضا کرتے ہیں، ان کے اصول واہداف یکساں اور متحد ہیں اور ایک ہی چشمے سے پھوٹے (نکلے) ہیں، جیسا کہ حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی (اصحمہ کے استفسار کے بعد تقریر کے دوران سورۂ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی ابھی خاموش ہی تھا کہ اس کے درباریوں کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکل گئے:

بخدا مسیحؑ کا کلام اوران کلمات کا مصدر ایک ہی ہے اور نجاشی نے کہا" بے شک! موسیٰؑ اور آپ کے صاحب ﷺ ہر دو کی وحی ایک ہی مشکوٰۃ نور سے روشن ہوتی ہے"۔([1])

جبکہ قرآن پاک میں جگہ جگہ اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں متحد المصدر رہیں۔ مثلاًارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ۔([2])

تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراھیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا، کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ ان پر گراں گزرتی ہے، اللہ جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عقائد سماوی جو انبیاء علیہم السلام پر نازل کئے گئے تھے ایک ہی تھے جیسا کہ شریعتوں کے مبادی عامہ اور اصول اخلاق ایک ہی تھے پس جو کچھ موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے وہی عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ لے کر آئے تھے، لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام عقائد اور عام تعامل (معاملات) کی اساسیات میں متحد و مشترک ہیں، اگرچہ بعض تشریعات اور تفصیلی جزئیات کے اصول میں اختلاف تھا تاکہ حالات و زمانے کے اصول کے اعتبار سے مناسب و موزوں ہوں۔

تمام انبیاء علیہم السلام اور رسول خاص اہداف کے ساتھ تشریف لائے تھے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اثبات وحدانية الله ووصفه بكل كمال يليق بذاته وتنزيه عن تصورات من النقائص والمعايب (اثبات توحید وصفات جو اللہ کے لائق ہے اور ہر عیب و نقصد سے پاک کرنا)

۲۔ اثبات البعث والحساب و كل مراحل مابعد الموت (زندگی بعد موت کے تمام مراحل اور حساب و عذاب کا اثبات)

[1] Haykal, Muhammad Husain, Hayat-e-Muhammad ﷺ, Mutarjim: Abu Yahya Khan, Ilm-o-Irfan Publishers, Lahore, 1999, s: 200
[2] Ash-Shura: 42:13

۳۔ وضع مبادیء الاخلاقیة السلیمة التی تنظم علاقة المخلوقین بعضهم لبعض۔(اور اخلاق سلیمہ کے مبادی وضع کرنا تاکہ مخلوق کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات کو منظم کیا جائے)۔([3])

ان حقائق کی طرف قرآن کریم کے بے شمار آیات میں اشارہ کیا گیا ہے مثلاً سورۃ الشوریٰ کی سابقہ آیت کے تحت امام الصاوی جلالین کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ یہ اولوالعزم اور بزرگ انبیاء ہیں، عظیم شریعتوں کے رہبر اور ہر ایک ان میں شریعت جدیدہ کے مالک ہیں جبکہ باقی انبیاء ورسل سابقہ شریعتوں کی تبلیغ پر مامور تھے اور یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ خیر الرسل حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا جس نے سابقہ شریعتوں کے اصول اعتقادات اور اصول الاحکام کو جمع فرمایا۔([4])

ان مبادی اصولیہ کے متفق ہونے کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ ﷺ کو ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔(5)

کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا، ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

یعنی اس بات کا اقرار اور اس پر ایمان کہ یہ کتب سماویہ منزل من اللہ تھیں اور اللہ کے چنیدہ اور بزرگ انبیاء اس کو لے کر آئے تھے اور ہم ہرگز ان کے درمیان فرق نہیں کرتے، اس اقرار کا نام ''اسلام'' اور اس کے اقرار کرنے والے کو ''مسلم'' کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام ادیان سماوی متحد و مربوط ہیں اور باہم دیگر ہم آہنگ بھی۔

مذہبی ہم آہنگی عصر حاضر کے تناظر میں:

لیکن موجودہ دور اور شکل میں ادیان سماویہ کو یکجا و متحد تو نہیں کیا جاسکتا (کیونکہ یہودیت و نصرانیت ہر دو الہامی مذاہب ان بنیادی اصولوں سے منحرف ہوگئے ہیں) تاہم ان کو قریب ضرور کیا جاسکتا ہے اور رواداری واحترام بین الادیان تحمل اور تقارب س و تفاہم کے لئے ماحول کو سازگار بنایا جاسکتا ہے۔ زیر نظر فصل میں مذہبی ہم آہنگی کو عصر حاضر کے تناظر میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ غلو و شدت کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کی جائے اور رواداری کو فروغ دے کر احترام انسانیت و ادیان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے لئے قطعاً منافقت اور دورنگی کی ضرورت نہیں کہ ہر غلط و متضاد قسم کے خیالات وافکار اور عقائد کو درست قرار دیا جائے، اس کی وجہ جو بھی ہو، حالانکہ یہ عین نفاق ہے۔

بلکہ رواداری کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے عقائد وافکار ہمارے نزدیک غلط ہیں ان کو ہم برداشت کریں، ان کے جذبات کا لحاظ کرکے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو۔([6])

---

[3] Shawani, Muhammad Ahmad, Doctor, Al-Yahudiyyah bayn al-Qur'an al-Karim wa ad-Dirasat al-Mu'asirah, Maqalah Post Doctorate, Jami'ah al-Azhar al-Sharif, s: 28, s.n.

[4] As-Sawi, Ash-Shaikh Ahmad, al-Maliki, Hashiyah Tafsir Jalalayn, Dar Ihya at-Turath al-Arabi, Beirut, Lebanon, 4/34, s.n.

[5] Aal Imran: 3:84

[6] Maududi, Abul A'la, Tafheem-ul-Qur'an, Idarah Tarjuman-ul-Qur'an, Lahore, 2004, 1/114–116

لہٰذاایک شخص اپنی جگہ جو دین وعقیدہ صحیح سمجھ رہاہواس پر عمل کرے اور دوسروں کواس کی طرف دعوت بھی دے لیکن کسی کو جبراًاپنے خیالات اور عقیدے پر مجبور کرنا،ان کو گالی دینااور برابھلا کہنادرست نہیں اور نہ اس طرز عمل سے کسی کے خیالات اور عقیدے کو تبدیل کیاجاسکتاہے اور نہ بزورایسا ممکن ہے۔خاص کر اسلام اس چیزاور طرز عمل کی اجازت نہیں دیتا۔اسی تناظر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ، قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔(7)

دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

صفاتِ الٰہیّہ کے بعد "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ اب ذی شعور آدمی کے لئے قبولِ حق میں تاخیر کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔کسی کافر کو جبراًمسلمان بناناجائز نہیں مگر مسلمان کو جبراًمسلمان رکھناضروری ہے کیونکہ یہ دینِ اسلام کی توہین اور دوسروں کیلئے بغاوت کا راستہ ہے جسے بند کرناضروری ہے، لہٰذاکسی مسلمان کو مرتَد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی یاتووہ اسلام لائے یااسے قتل کیاجائے گا۔اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے مرتدین سے فرمایاتھا:

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔(8)

اپنے آپ کو قتل کیلئے پیش کردو۔

اس آیت میں "کفر"کالفظ لغوی معنی میں ہے یعنی انکار کرنا۔اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کافر پہلے اپنے کفر سے توبہ کرے اور بیزار ہو،اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ بھی صرف کلمہ پڑھ لینے یا مسلمانوں والا کوئی دوسرا کام کر لینے سے مسلمان نہ ہو گا جب تک اپنے اس اِرتِداد سے توبہ نہ کرے۔اس آیت میں طاغوت سے بچنے کا جو فرمایا گیاہے،اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتاہے جو بے دینوں کی صحبت،ان کی الفت،ان کی کتابیں دیکھنے،ان کے وعظ سننے سے دور ہے اور جو اپنے ایمان کی رسی پر خود ہی چھریاں چلائے گااس کی رسی کا کٹنے سے بچنامشکل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادربانی ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔(9)

اور وہ اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو اس پر ضرور ایمان لائیں گے،ان سے کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ کے ہاں ہیں،اور تمھیں کیا خبر ہے کہ جب نشانیاں آئیں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آئیں گے۔

اس آیت کے تناظر میں سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ: قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔(10)ہے اگرچہ اہل کتاب کی بغض وعداوت کی باتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور یہ آج سے نہیں من لدن نبی حضرت محمد ﷺ کے دور ہی سے ہو رہاہے،تاہم اس کے باوجود مسلمانوں کو رواداری، تحمل، برداشت، صبر واستقلال اور حسن اخلاق کی تعلیم و تلقین کی گئی ہے۔اس لئے کہ قائد ملت اسلامیہ حضرت محمد ﷺ کے اخلاق وسیرت ہمارے لئے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ :

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔(11)

---

[7] Al-Baqarah: 2:256
[8] Al-Baqarah: 2:54
[9] Al-An'am: 6:108
[10] Aal Imran: 3:118
[11] Al-Qalam: 68:4

اور بے شک تم اخلاق کے بڑے رُتبے پر فائز ہو

ایک اور مقام پر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (12)

اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

اور آپ ﷺ نے اچھے اخلاق سے مزین ہونے کی تلقین کی ہے اور فرمایا:

اِنَّ خِیَارَكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اِخْلَاقًا۔ (13)

تم میں سے حسین ترین شخصیت کا مالک وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کی چمک دمک اور نیرنگی اس کے اختلاف اشیاء میں مضمر ہے لیکن اس کا مطلب ہر گز آج تک یہ نہیں لیا گیا کہ بعض اشیاء کو مٹا کر ایک کو باقی رہنے دیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو دنیا کی ساری رعنائیاں یکسر معدوم ہو جائیں گی بلکہ یہ ساری خوبصورتی اور جمال تو اس کی مرہون منت ہے۔

دنیائے کائنات میں اختلاف ناگزیر ہے اور مطلوب بھی کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے کا تقاضا ہے تاہم یہ اختلاف اس حد تک بڑھنے نہ پائے کہ ایک دوسرے کو معدوم کرنے پر تل جائے بلکہ اختلاف کے باوجود کارخانہ قدرت کو پیہم رواں دواں رہنا چاہیے لیکن حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔ کیونکہ حق ایک ایسی اکائی ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حق نہ ہو گا تو لازماً باطل ہو گا اور حق اور باطل دونوں میں اختلاط و امتزاج اور بقائے باہم محال ہے۔ حکم اللہ کا چلے گا یا جاہلیت کا۔ اللہ کی شریعت کا سکہ رواں ہو گا یا پھر ہوائے نفس کی عملداری ہو گی۔ (14)

بہر حال جہاں حق ملے، معلوم ہو جائے اس کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اگرچہ دوسروں کو اس پر مجبور کرنا منشائے الٰہی نہیں ہے۔ لہٰذا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ **(15)**

اور اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے، پھر کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔

عصر حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت مسلمہ ہے۔ قومی امن وامان، قومی یکجہتی اور ملکی سالمیت کا انحصار اسی پر ہے۔ نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کی اہمیت پہلے سے کہیں بڑھ چکی ہے۔ دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ ان حالات میں کوئی بھی ملک تن تنہا سب سے کٹ کر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا۔ دیگر اقوام کے ساتھ بہتر تعلقات و معاملات کی استواری اور امن عالم کے حصول میں بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایک دوسرے کے مذہبی عقائد و نظریات کا احترام بالغ نظری اور مہذب ہونے کی علامت ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اسی بالغ نظری کی تعلیم دیتا ہے، دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے عقائد و نظریات کا احترام سکھاتا ہے، ان پر کسی بھی قسم کی تنقید سے گریز، مذہبی آزادی کا حق، مذہبی رسومات کی ادائیگی کی اجازت دیتا ہے۔ بانیان مذاہب کا احترام، معابد اور مذہبی کتب کے احترام کی تلقین کرتا ہے۔ نرم روی، خوش خلقی اور مذہبی رواداری کا درس دیتا ہے۔ دیگر مذاہب پر تنقید نہ کرتے ہوئے ہی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی کا حصول ممکن ہے۔

---

[12] Al-Ahzaab: 33:21
[13] Bukhari, Sahih Bukhari, Hadith: 6035
[14] Syed Qutb Shaheed, Jadu wa Manzil, Islamic Publications, Lahore, 1982, 1/365
[15] Yunus: 10:99

عصر حاضر میں ہم آہنگی کے اقدامات کی ضرورت

عصر حاضر میں امن وآشتی کی اس عالمی قریے(Global Village)میں اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اتنی شاید کبھی خیال میں بھی نہ گزراہو کیونکہ دور جدید کی اس دنیامیں مہلک ترین ایٹمی ہتھیاروں کی کوئی کمی نہیں اور ذراسی بے احتیاطی سے یہ عالمی قریہ ایک اور تباہ کن جنگ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے جو اسے آناًفاناً بھسم کردے۔اس ہولناک تباہی سے بچنے کے لئے اور انسانی زندگی کی بقاکے لئے بین المذاہب ہم آہنگی اور افہام وتفہیم ازبس ضروری ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی جو دنیائے عالم کے امن و سلامتی کے لئے ایک اہم وسیلہ بن سکتا ہے اس کے لئے ہمیں چند ایک اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے:

انسانیت کی خیر خواہی:

نہ صرف الہامی مذاہب بلکہ دنیاکے دیگر مذاہب کے ماننے والے بھی انسانیت کے لئے بھلائی اور خیر خواہی پر زور دیتے ہیں اس کے لئے بنیادی اخلاقیات اپنانے اوراس سے پیش آنے کے سب آرزومند ہیں۔پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ۔[16]

لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔

دنیائے انسانیت کے فوز وفلاح کے ضامن اور امن عالم کے علمبردار انبیاء کو اللہ رب العزت نے اس خاص صفت سے متصف کر کے مبعوث فرمایا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلَاةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوْا لَنَا عَابِدِيْنَ۔[17]

اور ہم نے انہیں پیشوابنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا، اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

گویاانبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا بنیادی نقطہ اور مقصد ایسے پاکیزہ عالمی معاشرے کی تشکیل ہے جو خیر وفلاح کے جذبوں سے عبارت ہو، جس میں بدی اور تخریب کاری کا کہیں شائبہ نہ ہو اور انسانیت کی فوز وفلاح اور پاکیزہ نشو ونما کے راستے سنوارتے ہوں۔[18]

انسانیت کی سب سے بڑی خیر خواہی اس کے لئے ابدی سعادت مندی کی تلاش ہے اور اسلام پوری انسانیت کا بہی خواہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَة، دین خیر خواہی ہے، یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا ہے۔۔[19]

اس لئے اللہ تعالٰی نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو تمام انسانیت کے لئے بہی خواہی کا داعی بنا کر بھیجا ہے۔لہٰذا فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ [20]

اے انسانوں! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

[16] Kanz al-'Ummal, 16/128
[17] Al-Anbiya: 21:73
[18] Bukhari, Tahir Raza, Doctor, Maqalat-e-Seerat, 2006, s: 30
[19] Bukhari, Sahih Bukhari, Hadith: 24
[20] Al-A'raaf: 7:185

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب انسانوں کی طرف اس لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ سب اس سے بلاکسی تفریق کے مستفید ہو سکیں کیونکہ آپ ﷺ سب کے لئے رحمۃ اللعالمین ہے، فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا اے نبی ﷺ! ہم نے تو آپ کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ وہ خیر خواہی ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت مندی کی زندگی عطا کرتی ہے۔

اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔(21)

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ڈاکٹر خالد علوی (مرحوم) اس فیاضی و خیر خواہی نبوی کے سلسلے میں رقمطراز ہے:

آپ ﷺ کی طبعی فیاضی، انفرادی معاملات کے علاوہ ریاست کی تنظیم پر اثر اندازی تھی۔ معاشرتی فلاح اور اجتماعی بہبود کی پالیسیوں میں آپ ﷺ کی طبعی فیاضی کا بڑا دخل ہے خلقِ خدا کے لئے یوں تو انبیاء سے بڑھ کر کوئی خیر خواہ نہیں ہوتا اور ان کی دعوت کا بنیادی پتھر ہی خیر خواہی ہے لیکن آپ ﷺ کی توجہ سے یہ خیر خواہی ہی اسلامی ریاست کی فلاحی پالیسی کا اہم جزو قرار پائی۔(22)

اس عظیم اور بڑی کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالم کے لئے نذیر بنا کر بھیجا۔ اس بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۔(23)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے لیے ڈرانے والا ہو۔

اور آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب کو عالم انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ ۔(24)

اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لیے اتاری ہے

اللہ تعالیٰ نے ابدی کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے اس کتاب کلید سے کسی کو محروم نہیں رکھا اور اس فرقان حمید سے استفادہ کا موقع سب کو یکساں دے دیا ہے کہ جو چاہے اس سے کسب فیض کرے اور آپ ﷺ کو اپنا رہبر اور ہدایت کا ذریعہ بنائے اور جو اس کو نہ مانے اس پر کوئی جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھا بالفاظ دیگر سب انسانوں (تمام مذاہب کے پیروکاروں) کو مکمل مذہبی آزادی نہ صرف دی ہے بلکہ ان کو اپنے مذہبی شعائر کے مطابق زندگی گزارنے اور اپنانے کی خود مختاری بھی دیتا ہے۔

اس بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے:

لَاۤ اِكۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ، قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۔(25)

دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا یہ اعتقادی اور اخلاقی و عملی نظام کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا جاسکتا، یہ ایسی چیز ہی نہیں ہے جو کسی کے سر جبراً منڈھی جاسکے۔(26)۔

[21] Al-Baqarah: 2:201
[22] Insaan-e-Kamil, s: 686
[23] Al-Furqan: 25:1
[24] Az-Zumar: 39:41
[25] Al-Baqarah: 2:256

یہی فہم وسوچ تھی جس کی بناپر خلیفہ راشد عمر فاروقؓ اپنے غلام اسبق کو جو نصرانی تھا اسلام پیش کرتے وہ انکار کرتا۔ آپؓ کہہ دیتے، خیر تیری مرضی، اسلام جبر سے روکتا ہے۔([27]) لیکن جب آپؓ کی شہادت ہوئی تو بعد میں اپنی خوشی اور آزادی کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوا۔([28])

دین کے پیغام کے واضح ہونے اور سمجھانے کے بعد کسی کو ایمان کے لئے مجبور کرنا منشائے الٰہی نہیں، اسی سلسلہ میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ۔([29])

پھر کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔

اس آیت کے تحت صاحب تفہیم القرآن رقمطراز ہیں:

یہاں جو کچھ کہنا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ لوگو! حجت اور دلیل سے جو ہدایت وضلالت کا فرق کھول کر رکھ دینے اور راہ راست صاف صاف دکھا دینے کا حق تھا وہ تو ہمارے نبی نے پورا پورا ادا کر دیا ہے۔ اب اگر تم خود راست رو بننا نہیں چاہتے اور تمہارا سیدھی راہ پر آنا صرف اس پر موقوف ہے کہ کوئی تمہیں زبردستی راہ راست پر لائے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کے سپرد یہ کام نہیں کیا گیا ہے۔ ایسا جبری ایمان اگر اللہ کو منظور ہوتا تو اس کے لئے اسے نبی بھیجنے کی ضرورت کیا تھا، یہ کام تو وہ خود جب چاہتا، کر سکتا تھا۔([30])

یہ اسلامی خیر خواہی کا علم ہے کہ وہ اپنا اصلاحی پروگرام سب کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن کسی سے جبراً منوانے اور ٹھونسنے کی کوشش نہیں کرتا اور اس بات پر تاریخ عالم گواہ ہے۔

مذہبی ہم آہنگی کا فروغ عصر حاضر کے تناظر میں

بین المذاہب ہم آہنگی سے تعمیر وترقی، عدل وانصاف اور علمی وفکری ارتقاء کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ پاکستان ایک ایسی منفرد ریاست ہے جس میں مختلف مذاہب کے حاملین اپنی قدیم تہذیبی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کے مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی پس منظر کا تقاضا ہے کہ مختلف مذاہب کے احترام کو یقینی بنایا جائے۔ عالمی حالات اور داخلی صورت حال نے پاکستان کے وفاداران کو ایسے سنجیدہ اقدامات اختیار کرنے کی طرف راغب کر دیا ہے جن کے نتیجے میں مختلف مذاہب کے حاملین کے حقوق کو محفوظ کیا جاسکے، اُن کی تہذیب وثقافت کی حفاظت وترقی کو یقینی بنایا جاسکے، اُن کی عبادت گاہیں محفوظ ہوسکیں، اُن کو ملازمتوں کے مساوی موقع میسر آسکیں، ان برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ ہر سطح پر ناانصافی اور تعصب کو ختم کیا جائے، صبر وتحمل، برداشت اور امداد باہمی کو فروغ دیا جائے۔ مختلف مذاہب کی موجودگی کے حوالے سے پاکستان کی حیثیت و نوعیت بڑی حسّاس ہے۔ پاکستان میں مسلمان ایک بڑی اکثریت کے ساتھ موجود ہیں۔ اُن کے علاوہ دیگر مذاہب کے حاملین یعنی مسیحی، ہندو، سکھ، بدھو، کلاش، پارسی اور بہائی بھی موجود ہیں۔ مختلف مذاہب سے وابستگی کے ضمن میں پاکستان کے ہمسایہ ممالک کی صورتحال بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ مشرق میں بھارت ہے جس کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل ہے، مسلمانوں سمیت دیگر مذاہب کے حاملین بھی وہاں موجود ہیں۔ شمال میں چین ہے جس کی آبادی دنیا میں سب سے زیادہ ہے اور اُن کے ہاں مذاہب کی کثرت ہے۔ علاوہ ازیں عالمی منظر نامے میں ایران کی اپنی ایک اہمیت ہے اور افغانستان گزشتہ چار عشروں سے حسّاسیت سے دوچار ہے۔ پاکستان کی سیاسی وجغرافیائی حیثیت کا تقاضا ہے کہ کسی بھی قسم کے مذہبی اشتعال اور گروہی تعصّب کو جنم لینے سے روکا جائے۔ یہاں کسی بھی نوعیت کی ناانصافی، امتیازی سلوک، عدم توازن اور مذہبی شدّت پسندی کو برداشت نہیں کیا جانا چاہیے۔ مختلف اقلیتی مذاہب کی کثیر الجہتی اہمیت ہے۔ اس پس منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کے مختلف

---

[26] Maududi, Tafheem-ul-Qur'an: 1/196
[27] Tafsir Ibn Kathir, 1/9
[28] Ibn Sa'd, Muhammad, Tabaqat al-Kubra, Dar al-Sadir, Beirut, 1980, 3/175
[29] Yunus: 10:99
[30] Maududi, Tafheem-ul-Qur'an: 2/313–314

تصورات کی تفہیم و تشریح پر توجہ دی جائے۔اس ضمن میں الہامی کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآن مجید کا مطالعہ و تجزیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔یہ تینوں الہامی کُتب بین المذاہب تعلقات کی خوش گواریت کے لئے انتہائی قابل عمل تعلیمات کی حامل ہیں۔ان تعلیمات کے مشترکات کا مطالعہ مذہبی تعصب کے خاتمے کا باعث بن سکتا ہے۔یوں الہامی کُتب کا مطالعہ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے نہایت مفید و مناسب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے الہامی کُتب کے مطالعہ و تجزیہ کو رواج دیا جائے۔

پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کا فروغ:

بین المذاہب ہم آہنگی کا تصور مختلف مذاہب کے حاملین کے پر امن اور خوش گوار باہمی تعلقات کے قیام پر مشتمل ہے۔اس سے مراد ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں بلا تفریق مذہب تمام لوگ امن اور خوش حالی کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی شماریات تقسیم کے اعتبار سے پاکستان ایک منفرد ملک ہے۔یہاں مسلمان ایک بڑی اکثریت کے ساتھ موجود ہیں اور اُنہوں نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے طویل جدوجہد کی ہے۔اس سیاسی اور نظریاتی جدوجہد کا مرکزی نقطہ اسلام ہے۔تحریک پاکستان کی جذباتی و شعوری اساس میں اسلامی فکر و فلسفہ، پیغمبر اسلام ﷺ کی محبت اور مسلمانوں کی سماجی و معاشی ترقی کے اجزاء و عناصر پوری قوت کے ساتھ پیوست ہیں۔قیام پاکستان کے اس مذہبی و تہذیبی اور تاریخی پس منظر کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس ساری جدوجہد میں بعض اقلیتی مذاہب سے وابستہ لوگوں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا۔پاکستان بن جانے کے بعد مسیحیوں، ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں، بہائیوں اور دیگر مذاہب کے حاملین نے اس ریاست کے استحکام میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔پاکستان کی تعمیر و ترقی میں مذہبی اقلیتیں اکثریتی مذہب کے حاملین یعنی مسلمانوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل رہی ہیں۔تعلیم، صحت، صحافت، سیاست، تجارت اور دیگر شعبہ ہائے حیات میں اقلیتوں نے اپنی صلاحیت اور وفاداری کے بھرپور ثبوت فراہم کئے ہیں۔اس باہمی اعتماد و تعاون کے ملک کی داخلی و خارجی صورت حال پر بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔تمام طبقات کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، وہ اپنے مذہبی شعار بجالانے میں مکمل طور پر آزاد ہیں، انہیں اپنی مرضی سے عبادت کرنے کی پوری اجازت ہے، ان کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں، وہ اپنے تہوار پورے جوش و جذبہ سے مناتے ہیں اور اس مذہبی آزادی کو اقوام عالم میں سراہا بھی جاتا ہے۔

پاکستان میں تمام مذہبی طبقات کو بھرپور آزادیاں میسر ہیں، لیکن بعض انتہا پسند عناصر کی وجہ سے بعض اوقات کچھ شکایات بھی پڑھنے سننے کو ملتی ہیں۔بعض اوقات عبادت گاہوں پر حملے کئے جاتے ہیں، مذہبی تعصبات کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے، دیگر مذاہب سے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہو کر غیر ذمہ دارانہ ردّ عمل ظاہر کیا جاتا ہے، پاکستان میں اقلیتوں کی سیاسی نمائندگی کے طریقہ کار پر بھی بعض اوقات اعتراضات کئے جاتے ہیں، بعض انتہا پسند طبقات اسلام کے تصور جہاد کی من مانی تشریحات کر کے نوجوانوں کو تشدد اور نفرت پر اُبھارتے ہیں، اقلیتوں کو شکوہ ہے کہ تعلیمی نصاب کی تشکیل میں تعصب اور جانب داری سے کام لیا جاتا ہے، بعض مذہبی طبقات توہین آمیز اور متعصبانہ کُتب کی اشاعت مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں، ایک اہم شکایت یہ ہے کہ توہین مذہب کے قانون کو بعض اوقات ذاتی اَنا کی تسکین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور ملازمتوں کے حصول میں بھی اقلیتی برادریوں کے لوگ مسائل و مشکلات کا نسبتاً زیادہ سامنا کرتے ہیں۔کثیر المذاہب انسانی آبادی کے حامل ملک کی حیثیت سے پاکستان اس صورت حال کو برداشت نہیں کر سکتا۔عوامی خوشحالی اور ریاستی استحکام کا تقاضا ہے بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے منظم و مربوط اقدامات کئے جائیں۔اس ضمن میں تعلیم و تربیت اور مطالعہ و تجزیہ کا میدان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔الہامی مذاہب کی مقدس کتب یعنی تورات، انجیل اور قرآن مجید کے تقابلی و تجزیاتی مطالعات کے ذریعے صلح جو معاشرت کا قیام عمل میں آسکتا ہے۔اس ضمن میں بہت ضروری ہے کہ مختلف ریاستی ادارے ان علمی سرگرمیوں کو معاونت فراہم کریں۔علماء و صوفیاء، دینی تعلیم کے ادارے، عصری جامعات، سرکاری ملازمین، اُدباء و شعراء، سیاسی جماعتیں

اور غیر حکومتی تنظیمیں اس ضمن میں معاون کردار ادا کر سکتی ہیں۔ الہامی کُتب میں مذکور تعلیمات کے فروغ کے ذریعے مختلف ریاستی ادارے بین المذاہب ہم آہنگی کی مثالی منزل کو پاسکتے ہیں۔([31])

بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کیلئے الہامی کتب کی ضرورت:

مذہب حیات انسانی کے اسالیب واطوار کے حقیقی محرک کا نام ہے۔ یہ اعتقاد کی وہ قوت ہے جو انسانی کردار میں ارتقاء واستحکام کا باعث ہے۔ مذہب کی اس غیر معمولی اہمیت کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دنیا میں مختلف مذہبی نقطہ نظر رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ مذہبی معاملہ جتنا اہم ہوتا ہے اُتنا ہی حسّاس بھی ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور جدید میں مذہبی آزادی بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی ہر ریاست، ہر علاقے اور ہر تنظیم کی ضرورت بن چکی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے مختلف تصورات اور ان کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے الہامی کتب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ بلاشبہ عہد حاضر میں الہامی کُتب پر یقین واعتماد رکھنے والوں کو اکثریت حاصل ہے۔ اس پس منظر میں الہامی کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآن مجید میں مذکور ان تعلیمات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے ضمن موثر ثابت ہو سکتی ہیں:

i۔ تورات:

تورات کو یہود کی مذہبی کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ مسیحیت میں بھی اس سے اخذ واستفادہ کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو اگرچہ اس کی سندی حیثیت پر بہت سے اعتراضات ہیں لیکن الہامی کتاب کی حیثیت سے اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ احکام عشرہ کو تورات کا خلاصہ قرار دیا جائے تو بے جانہ ہوگا، ان احکام کی بجا آوری بین المذاہب رواداری کی عظیم بنیاد بن سکتی ہے۔ قتل، زنا، چوری اور جھوٹی گواہی کی ممانعت احکام عشرہ میں شامل وہ تعلیمات ہیں جن سے تمام مذاہب کے حاملین کو امن اور تحفظ کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔([32])

تورات مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کے بارے میں کیا تعلیمات فراہم کرتی ہے اس کا اندازہ اس حکم سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

اگر تیرے دشمن کا بیل یا گدھا تجھے بھٹکتا ہوا ملے تو ضرور اُسے اُس کے پاس پھیر کر لے آنا۔ اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بوجھ کے نیچے دبا ہوا دیکھے اور اس کی مدد کرنے کو جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی ضرور اُسے مدد دینا([33])

تورات نے واقف وناواقف کسی بھی شخص پر ظلم کی اجازت نہیں دی۔ حکم ملاحظہ ہو:

اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اس لئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے([34])

انسان دوستی، تحمل اور برداشت سے متعلق تورات کی تعلیمات کو اس حکم کے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے:

خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے تین بلکہ چار گناہوں کے سبب سے میں اس کو بے سزا نہ چھوڑوں گا کیونکہ انہوں نے صادق کو روپیہ کی خاطر اور مسکین کو جوتیوں کے جوڑے کی خاطر بیچ ڈالا۔ وہ مسکینوں کے سر پر کی گرد کا بھی لالچ رکھتے ہیں اور حلیموں کو ان کی راہ سے گمراہ کرتے ہیں([35])

تورات نے انسانی مساوات کو قائم کرنے کے لئے جو ہدایات دیں اُن کا اندازہ اس حکم سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

مجمع کے لئے یعنی تمہارے لئے اور اس پردیسی کے لئے جو تم میں رہتا ہو نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔ خداوند کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔ تمہارے لئے اور پردیسیوں کے لئے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو([36])

[31] Muhammad Riaz Mahmood, Pakistan mein Bain al-Mazahib Hum Ahangi, Al-Qalam, June 2019, s: 272
[32] Khuruj: 20:13
[33] Khuruj: 23:4–5
[34] Khuruj: 23:9
[35] Amos: 2:6–7
[36] Ginti: 15:29–30

ii۔انجیل:

انجیل کو مسیحیت کے مذہبی ادب میں اساسی حیثیت حاصل ہے،اس میں جابجا بین المذاہب ہم آہنگی کی تعلیمات ملتی ہیں۔ حلم،راست بازی اور رحم دلی اور صلح جوئی کی نصیحتیں بہت سے مقامات پر ذکر کی گئی ہیں۔انجیلی بیان ملاحظہ ہو:

مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے([37])

انجیل میں غیر اقوام کی اہمیت اس بیان سے مزید واضح ہوتی ہے:

پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ روح القدس ان سب پر نازل ہوا جو کلام سُن رہے تھے اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایمان دار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی([38])

فروتنی، حلم، محبت اور برداشت،روح کی یگانگی اور صلح جوئی کی تعلیمات کی وسعتوں کا اندازہ اس بیان سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ تحمل کر کے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو اور اسی کوشش میں رہو کہ روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے۔([39])

بین المذاہب تعلقات کے استحکام کے لئے محبت کا درس دیا گیا اور عداوت سے بچنے کی تعلیم دی گئی۔بیان ملاحظہ ہو:

لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔جو تم سے عداوت رکھیں ان کا بھلا کرو۔جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔جو تمہاری تحقیر کریں ان کے لئے دُعا کرو([40])

انجیل نے انسانوں کے درمیان جس محبت کو مستحکم کرنا چاہا اُس میں مذہب کی بنیاد پر تفاوت نظر نہیں آتی۔بیان ملاحظہ ہو:

اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں([41])

انجیل میں حکمت پر مبنی معاشرت کے قیام کی تعلیم دی گئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بے وقوفوں کے سوالات کے جوابات دینے سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی گئی۔نسب ناموں پر اترانے سے منع کیا گیا،لڑائی جھگڑے کو ناپسند کیا گیا۔ایسی حرکات کو لاحاصل اور بے فائدہ قرار دیا گیا([42])۔محبت کے فروغ کی تعلیم دی گئی،مسافر کے احترام کا درس دیا گیا،قیدیوں کے حقوق کا خیال کرنے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ جن کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے ان کو بھی یہ سمجھ کر یاد رکھو کہ وہ بھی ہماری طرح کے ہی انسان ہیں اور ہمارے ہی جیسا اُن کا جسم ہے۔([43])

قابل غور امر یہ ہے کہ انسان دوستی اور خیر خواہی سے متعلق یہ تمام تعلیمات بلا امتیاز مذہب وعقیدہ بیان کی گئی ہیں۔انجیل کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ حسن اخلاق،انسان دوستی،رحم،معاف کردینا،عدل وانصاف اور عیب جوئی سے پرہیز کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ایسا مثالی معاشرہ تشکیل پاسکتا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی کے تصورات کا حقیقی معنی میں آئینہ دار ہو۔

[37] Matti: 5:5–9
[38] A'maal: 10:44–45
[39] Ifisiyon: 4:2–3
[40] Luqa: 6:67–68
[41] Luqa: 6:32–33
[42] Titus: 3:9
[43] Ibraniyon: 13:1–3

iii۔قرآن مجید:

قرآن مجید ساری انسانیت کے لئے امن وسلامتی اور پرامن بقائے باہمی کا داعی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۔([44])

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔

قرآن نے انسانوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے، فرمان ملاحظہ ہو:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۔([45])

اسی سبب سے، ہم نے بنی اسرائیل پر لکھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخشی، اور ہمارے رسول ان کے پاس کھلے حکم لا چکے ہیں پھر بھی ان میں بہت سے لوگ اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

قرآنی تعلیمات کا مزاج یہ ہے کہ جو لوگ دین کے معاملے میں لڑائی جھگڑا نہ کریں اُن سے خوب حُسن سلوک کیا جائے۔اسی سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔([46])

اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شریعت نے غیر مسلم پڑوسی اور غیر مسلم والدین کے حقوق بھی محفوظ کئے ہیں۔اسی سلسلہ میں اللہ رب العزت کا قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰي وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَـنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْــتَالًا فَخُــوْرَۨا ۔([47])

اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی (نیکی کرو)، بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے بڑائی کرنے والے شخص کو۔

---

[44] Bani Isra'il: 17:70
[45] Al-Ma'idah: 5:32
[46] Al-Mumtahinah: 60:8
[47] An-Nisa: 4:36

علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ پڑوسی اور والدین کے حقوق میں کافر یا مسلمان کی کوئی قید نہیں۔([48])۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں قرآن نے بتایا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں یعنی مسلم و غیر مسلم سب کے لئے رحمت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔([49])

اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن مجید نے تبلیغ اسلام کے احترام انسانیت کے اصولوں کی پاسداری کو لازم قرار دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ‌ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ۔([50])

اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا، اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے۔

قرآن مجید نے ہمیشہ مشترک نکات پر تعاون کرنے کی تعلیم دی، ارشاد ہے:

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ اَلَّا نَـعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ۔([51])

کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

قرآن مجید نے دیگر ادیان کے خداؤں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدۡوًاۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ؕ كَذٰلِكَ زَيَّـنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمۡ مَّرۡجِعُهُمۡ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔([52])

اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انہیں برا نہ کہو ورنہ وہ بے سمجھی میں زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے، اس طرح ہر ایک جماعت کی نظر میں ان کے اعمال کو ہم نے آراستہ کر دیا ہے، پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر آنا ہے تب وہ انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ دین کے معاملات میں کوئی جبر نہیں، ارشاد بار تعالیٰ ہے:

لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ‌۔([53])

دین کے معالمے میں زبردستی نہیں ہے۔

الہامی کتب کے مطالعہ سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ تعصب و نفرت سے گریز کی تعلیم دیتی ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے ان کی بیان کردہ تعلیمات آج بھی قابل عمل ہیں۔ تینوں الہامی کتب میں صدق گوئی، ایفائے عہد، سخاوت وفیاضی، صبر و تحمل، خودداری و شجاعت اور فرض شناسی کی

[48] Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abi Bakr bin Farah al-Ansari al-Kharji Shamsuddin, Al-Jami‘ li Ahkam al-Qur’an, al-Qahirah, Dar al-Kutub al-Misriyyah, 1967, J: 5, s:186
[49] Al-Anbiya: 21:107
[50] An-Nahl: 16:125
[51] Aal Imran: 3:64
[52] Al-An’am: 6:108
[53] Al-Baqarah: 2:256

تعلیمات دی گئی ہیں۔ ان کُتب میں بلاامتیاز مذہب اخلاقی برائیوں سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اقوام عالم الہامی مذاہب کی تعلیمات پر عمل کر کے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دے سکتی ہیں۔

خلاصہ کلام:

پاکستان کی تعمیر و ترقی اور اس کے داخلی و خارجی استحکام کا ناگزیر تقاضا ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کی ترویج کے لئے بھرپور اقدامات کئے جائیں۔ مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان تعلیمات کو اعتماد، تعاون اور صبر و برداشت پر مشتمل ہونا چاہیے۔ پاکستانی عوام اور اس کے ادارے اسی فکر و شعور کے تحت انسان دوستی، امن اور ریاستی استحکام کو یقینی بنانے کے لئے پر عزم ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے حاملینی کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اس پس منظر میں الہامی کتب کا مطالعہ و تجزیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تعلیم و تربیت ہی وہ میدان ہے جس سے نسل نو کو پُرامن معاشرت کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔ تورات، انجیل اور قرآن مجید میں امن اور خوش حالی پر مبنی ایسی تعلیمات دی گئی ہیں جن پر عمل کر کے مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان بہترین اور مفید تعلقات کو قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس پس منظر میں الہامی کتب کا مطالعہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ تورات نے احکام عشرہ کے ذریعے بین المذاہب رواداری کی راہ ہموار کی۔ کسی بھی مذہب کے حامل کو قتل کرنا، زنا کرنا، چوری کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ایسے اُمور ہیں جن سے بہر صورت بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ انجیل نے عدل، مساوات، رحم دلی، صلح جوئی، حلم اور راست بازی کو اختیار کرنے کی واضح تعلیمات دی ہیں۔ قرآن مجید حسن اخلاق کے تمام پہلوؤں کا جامع ہے۔ یہ امن، انصاف، صدق، فیاضی اور احسان و مروت کا درس دیتا ہے۔ مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات پر عمل کر کے بین المذاہب معاشرت کی بہترین مثالیں مختلف زمانوں اور علاقوں میں قائم کی ہیں۔ تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے علماء، مفکرین، سیاست دان، اُدباء، شعرا اور دیگر علمی و سیاسی طبقات مربوط و منظم اقدامات کریں۔ اس ضمن میں تورات، انجیل اور قرآن مجید کے علاوہ دیگر مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ و تجزیہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ سے تعصب کا خاتمہ ہو گا اور علمی رسوخ حاصل ہو گا۔ بلاشبہ پاکستان میں مذہب کے میدان میں تقابلی و تجزیاتی مطالعات کی مدد سے بین المذاہب معاشرت کو امن و استحکام اور حسن و خوبی کی نعمتوں سے سرفراز کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے پاکستان نہ صرف اندرونی طور پر پرامن اور مستحکم ہو گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی پاکستان کا معیار بہتر ہو گا۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)